پہلی کہانی کا شروع[1]

ایک راجا پرتاپ مکٹ نام بنارس کا تھا ، اور اس کے بیٹے کا نام بجر مکٹ ، جس کی رانی کا نام مہادیوی - ایک دن وہ اپنے دیوان کے بیٹے کو ساتھ لے شکار کو گیا ، اور بہت دور جنگل میں جا نکلا ، اور اس کے بیچ ایک سندر تالاب دیکھا کہ اس کے کنارے ہنس ، چکوا ، چکوی ، بگلے ، مرغابیاں ، سب کے سب کاول میں تھے - چاروں طرف پختہ گھاٹ بنے ہوئے ، کنول تالاب میں پھولے ہوئے ، کناروں پر طرح به طرح کے درخت لگے ہوئے ، کہ جن کی گھنی گھنی چھاؤں میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں اور پنچھی پکھیرو درختوں پر چہچہوں میں تھے ، اور رنگ برنگ کے پھول بن میں پھول رہے تھے ، ان پر بھنوروں کے جھنڈ کے جھنڈ گونج رہے ، کہ یہ اس تالاب کے کنارے پہنچے اور ہاتھ منہ دھو کر اوپر آئے -

وہاں ایک مہادیو[2] کا مندر تھا - گھوڑوں کو باندھ ، مندر کے اندر جا ، مہادیو کا درشن کر باہر نکلے - جتنی دیر ان کی درشن میں لگی اتنے عرصے میں کسو راجا کی بیٹی

۱- بار کرنے اپنے نسخے میں کہانی کا انگریزی زبان میں یہ عنوان مقرر کیا ہے : بنارس کے راجا پرتاب مکٹ کے بیٹے راجکمار بجر مکٹ ، اس کے وزیر زادوں اور راجا دنتوات کی بیٹی راجکماری پدماوتی کی کہانی'' صفحہ ۳۱ -

۲- شو جی کا دوسرا نام -

سہیلیوں کا جھنڈ ساتھ لیے ہوئے تالاب کے دوسرے کنارے پر اشنان[1] کرنے آئی ، سو اشنان دھیان ، پوجا کر ، سہیلیوں کو ساتھ لیے ، درختوں کی چھاؤں میں ٹہلنے لگی[2] -

۱- غسل -

۲- اس کہانی کا پلاٹ اور بہت سے اجزاء ایک دوسری لوک کہانی سے مشابہہ ہیں جس کا عنوان ''بین بادشاہزادی'' ہے - بیتال کی بیان کی ہوئی کہانی میں راجکمار ، راجکماری کو تالاب کے کنارے دیکھتا ہے اور دوسری کہانی میں شہزادہ شہزادی کو دریا کی سیر کرتے ہوئے پاتا ہے - بیتال کی کہانی میں راجکماری سر سے کنول کا پھول اتار کر کان سے لگاتی ہے ، دانت سے کترتی ہے ، پاؤں تلے دباتی ہے اور پھر سینے سے لگا لیتی ہے - راجکمار کا دیوان زادہ ان اشاروں کی یوں تعبیر کرتا ہے کہ پھول کان سے لگانے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کرناٹک کی رہنے والی ہے - دانت سے کتر کر راجکماری نے یہ واضح کیا کہ وہ دنتواٹ راجا کی بیٹی ہے ، اور پاؤں سے روندنے کا اشارہ یہ تھا کہ اس کا نام پدماوتی ہے اور پھول کو سینے سے لگا کر اس نے راجکمار سے اپنے عشق کا اظہار کیا ہے - عین اسی طرح دوسری کہانی میں بین شہزادی شہزادے کو بین ، گڑوا ، کان اور مٹی اڑا کر دکھاتی ہے - اور وزیر زادہ ، بین سے بین شہزادی ، گڑوا سے گڑوا شہر ، کان سے کنور بادشاہ (شاہزادی کا باپ) اور خاک اڑانے سے شہزادے کے نہ پہنچنے پر شہزادی کا اظہار نفرت مراد لیتا ہے - بیتال کی کہانی میں بھی راجکمار اور دیوان کا بیٹا کرناٹک پہنچ کر ایک بڑھیا کا سہارا لیتے ہیں جو شہزادی سے بے تکلف ہے ، بڑھیا کے پیغام پہنچانے پر راجکماری پہلی مرتبہ ہاتھوں کو چندن لگا کر اس کے طمانچے مارتی ہے ، دوسری مرتبہ کیسر سے تین انگلیاں بھر کر بڑھیا کے منہ پر مارتی ہے اور تیسری مرتبہ اسے پچھم کی کھڑکی کے پاس

(باقی اگلے صفحے پر)

ادھر دیوان کا بیٹا بیٹھا تھا ، اور راجا کا بیٹا پھرتا تھا ، کہ اچانک اس کی اور راجا کی بیٹی کی چار نظریں ہوئیں - دیکھتے ھی اس کے روپ کو راجا کا بیٹا فریفتہ ھوا اور اپنے دل میں کہنے لگا ، کہ اے چنڈال کام[1] ! مجھ کو کیوں ستاتا ھے - اور اس راج پتری نے اس کنور کو دیکھ ، سر میں جو کنول کا پھول پوجا کرکے رکھا تھا ، وھی پھول ھاتھ میں لے کان سے لگا دانت سے کتر پاؤں تلے دیا ، پھر اٹھا چھاتی سے لگا لیا ، اور سکھیوں کو ساتھ لے ، سوار ھو ، اپنے مکان کو گئی - اور یہ راج پتر نہایت نراس[2] ھو برہ[3] میں ڈوبا ھوا ، دیوان کے لڑکے کے

(گزشتہ صفحے کا باقی حاشیہ)

لا کر باھر نکال دیتی ھے - دیوان کا بیٹا ھر مرتبہ راجکاری کی حرکت کی Justification کرتا ھے - بین شہزادی اسی طرح مالن کو پہلے سفید آٹے کا گولہ ، پھر اس گولے کو نیلا کر کے اور پھر کالا کر کے دیتی ھے جس سے وزیر زادہ یہ مطلب نکالتا ھے کہ پہلے گولے سے شہزادی کی یہ مراد ھے کہ میرے باپ کے سفید گنبدوں والے باغ میں چلے جاؤ دوسرے سے یہ اشارہ نیلے گنبدوں اور تیسرے سے کالے گنبدوں کی طرف ھے - فرق ان دونوں کہانیوں میں صرف اس قدر ھے کہ بیتال کی کہانی میں دیوان کا بیٹا خود فقیر بن کر بادشاہ کو دھوکا دیتا ھے لیکن بین شہزادی میں وزیر زادہ شہزادے کو دیوانہ بنا کر بادشاہ کو دھوکا دیتا ھے - بیتال کی کہانی میں راجکاری کو دیس نکالا دلوا کر لایا جاتا ھے لیکن بین شہزادی اس کے برعکس سوئمبر جیت کر حاصل کی جاتی ھے - (گ - ن)

۱- نفسانی خواھش - ۲- مایوس -
۳- جدائی -

پاس آیا ، اور ساتھ شرم کے اس کے آگے حقیقت کہنے لگا کہ اے متر ! میں نے ایک اتی سندری[1] نایکہ[2] دیکھی ، نہ اس کا نام جانتا ھوں نہ ٹھاؤں - جو وہ مجھے نہ ملے گی ، تو میں اپنی جان نہ رکھوں گا - یہ میں نے اپنے جی میں نہچئے[3] بچارا ھے -

یہ احوال دیوان کا بیٹا سن ، اسے سوار کروا ، گھر کو تو لے آیا ، پر راجا کا بیٹا برہ کی پیر[4] سے ایسا بےکل تھا کہ لکھنا پڑھنا ، کھانا پینا ، سونا ، راج کاج ، سب کچھ تج بیٹھا - نقشہ اس کی صورت کا لکھ لکھ دیکھتا اور روتا - نہ اپنی کہتا نہ اور کی سنتا - دیوان کے بیٹے نے وہ حالت اس کی جو برہ سے ھوتی تھی ، جب دیکھی تو اس سے کہا ، کہ جس نے عشق کی راہ میں قدم رکھا ھے ، پھر وہ جیا نہیں ، اور جو جیا تو اس نے بہت دکھ پایا ، اس واسطے گیانی لوگ اس راہ میں پاؤں نہیں رکھتے -

پھر اس کی بات سن راج کمار بولا ، میں نے تو اس پنتھ میں پاؤں دیا ، اس میں سکھ ھو یا دکھ - جب ایسا مضبوط کلام سنا ، تب وہ بولا کہ مہاراج ! تم سے چلتے وقت کچھ اس نے کہا تھا یا تم نے کچھ اس سے ؟ پھر اس نے جواب دیا ، کہ نہ میں نے کچھ کہا ، نہ اس سے کچھ سنا - تب دیوان کا بیٹا بولا ، اس کا ملنا بہت مشکل ھے - اس نے کہا جو وہ ملی تو ھماری جان رھی ، نہیں تو گئی - پھر اس نے

۱- نہایت خوبصورت -
۲- کنواری -
۳- ارادہ -
۴- درد ، پنجابی میں اس کا تلفظ ''پیڑ'' ھے -

پوچھا ، کچھ اشارہ کنایہ بھی کیا تھا ؟ کنور نے کہا ، جو اس نے حرکتیں کی تھیں ، سو یہ ہیں کہ ایکا ایک مجھ کو دیکھ سر پر سے کنول کا پھول اتار ، کان سے لگا ، دانت سے کتر ، پاؤں تلے دے کر چھاتی سے لگا لیا ۔ یہ سن کر دیوان کے بیٹے نے کہا ، اس کے اشاروں کو ہم سمجھے اور ناؤں ٹھاؤں سب اس کا جانا ۔ وہ بولا جو سمجھے ہو سو بیان کرو ۔

یہ کہنے لگا ، سنو راجا ! کنول کا پھول سر سے اتار کان سے جو لگایا تو گویا ان نے تجھ کو بتایا کہ میں کرناٹک کی رہنے والی ہوں ، اور دانت سے جو کترا سو کہا کہ دنتواٹ راجا کی بیٹی ہوں ، اور پاؤں سے جو دبایا سو کہا کہ پدماوتی[1] میرا نام ہے ، اور چھاتی سے جو لگایا سو کہا تم تو میرے ہردئے[2] میں بسے ہو ۔

جب اتنی باتیں کنور نے سنیں تو اس سے کہا ، بہتر یہ ہے ، کہ مجھے اس کے شہر میں لے چلو ۔ یہ کہتے ہی کپڑے پہن ، ہتھیار باندھ ، کچھ جواہر لے ، گھوڑوں پر سوار ہو ، دونوں نے اس سمت کی راہ لی ۔ کئی دن کے بعد کرناٹک دیس میں پہنچ ، شہر کی سیر کرتے ہوئے راجا کے محلوں کے نیچے آئے ، تو وہاں دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بڑھیا اپنے دروازے پر بیٹھی ہوئی چرخہ کاتتی ہے ۔

یہ دونوں گھوڑوں سے اتر، اس پاس جا ، کہنے لگے مائی ! ہم مسافر سوداگر ہیں ، مال ہمارا پیچھے آتا ہے ، اور ہم جگہ ڈھونڈھنے کے واسطے آگے بڑھ آئے ہیں ، جو ہمیں جگہ دو

---

۱ لکھشمی کا نام ۔

۲- من ۔

تو ہم رہیں ۔ بڑھیا ان کی صورتوں کو دیکھ ، اور باتوں کو سن ، رحم کر کے بولی ، یہ گھر تمہارا ہے ، جب تلک جی چاہے رہو ۔

غرض یہ سن مکان میں اترے ، تو کتنی ایک دیر کے بعد بڑھیا مہربانی سے ان کے پاس آن بیٹھ باتیں کرنے لگی ۔ اس میں دیوان کے بیٹے نے اس سے پوچھا ، تیری آل اولاد اور کنبے میں کون کون ہے ، اور کیونکر گزران ہوتی ہے ؟ بڑھیا نے کہا ، بیٹا میرا راجا کی خدمت میں بہت اچھی طرح سے آسودہ ہے ، اور پدماوتی جو راج کنیا ہے ، بندی اس کی دودھ پلائی ہے ، اس بڑھاپے کے آنے سے گھر میں رہتی ہوں ، پر راجا میرے کھانے پینے کی خبر لیتا ہے ۔ مگر اس لڑکی کے[1] دیکھنے کو روز ایک وقت جاتی ہوں ۔ وہاں سے آن کر گھر میں ہی اپنا دکھڑا کیا کرتی ہوں ۔ یہ بات راج پتر نے سن ، دل میں خوش ہو ، بڑھیا سے کہا ، کل جس وقت جانے لگو تو ایک سندیسا ہمارا بھی لیتی جائیو ۔ اس نے کہا بیٹا کل پر کیا موقوف ہے ، ابھی مجھ سے جو کچھ کہے تو میں تیرا پیغام پہنچا دوں ۔ تب اس نے کہا ، تو اتنا جا کر کہہ دے ، کہ جیٹھ سدی پنچمی کو تالاب کے کنارے جس راج پتر کو تم نے دیکھا تھا ، وہ آن پہنچا ہے ۔

اتنی بات کے سنتے ہی ، بڑھیا لاٹھی ہاتھ میں لیے ، راج مندر کو گئی ۔ وہاں جا کر دیکھا کہ راج کنیا اکیلی بیٹھی ہے ۔ جب یہ سامنے پہنچی ، تو اس نے سلام کیا ، یہ اسیس دے کر بولی کہ دھیا ! بالکپن میں تیری خدمت کی

۱- بار کر : اس لڑکی کو ۔

اور دودھ پلایا ، اب بھگوان نے تجھے بڑا کیا ، یہ جی چاھتا ھے کہ تیری جوانی کا سکھ دیکھوں تو مجھے بھی چین ھووے ۔ اسی طرح کی باتیں محبت آمیز کر ، کہنے لگی کہ جیٹھ سدی پنچمی کو تالاب کنارے جس کنور کا تو نے من لیا ھے ، سو میرے گھر آن کر اترا ھے ۔ اس نے مجھے یہ سندیسا دیا ھے ، کہ جو ھم سے بچن کیا تھا وہ اب پورا کرو ، ھم آن پہنچے ھیں ۔ اور میں بھی یہ کہتی ھوں کہ وہ کنور تیرے ھی جوگ ھے ، جیسی تو روپ وتی[1] ، ویسا ھی وہ گنونت[2] ھے ۔

یہ سب باتیں سن ، خفا ھو ، ھاتھوں میں چندن لگا ، بڑھیا کے گالوں میں طمانچے مار ، وہ کہنے لگی ، کم بخت ! میرے گھر سے نکل ۔ یہ دق ھو اسی طرح سے اٹھتی بیٹھتی کنور پاس آئی ، اور سب اپنا احوال کہا ۔ راج کمار سن کر ھکا بکا ھو گیا ، تب دیوان کا بیٹا بولا مہاراج ! کچھ فکر نہ کیجیے ، یہ بات آپ کے دھیان نہیں آئی ۔ پھر اس نے کہا ، سچ ھے ، پر تو مجھے سمجھا کہ میرے جی کو چین ھووے ۔ اس نے کہا جو دسوں انگلیاں صندل کی بھر کر منہ پر ماری تو ان نے یہ بتایا کہ دس روز چاندنی کے ھو چکیں ، تو اندھیرے میں ملوں گی ۔ غرض دس روز کے بعد بڑھیا نے اس کی خبر پھر جا کہی ، تب اس نے کیسر سے تین انگلیاں بھر اس کے گال پر ماریں ، اور کہا نکل میرے

۱۔ حسینہ ۔

۲۔ سراپا خوبی ، وجہی کا مصرعہ ھے ع کہاں ھے وہ شہ گنونتا ، گنوندھاں ۔

گھر سے ۔ آخر بڑھیا لاچار ھو کر وھاں سے چلی ، اور جو کچھ بیورا[1] تھا ، سو سب راج پتر سے آ کر کہا ۔ یہ سنتے ھی غم کے دریا میں ڈوب گیا ۔ اس کا یہ احوال دیکھ پھر دیوان کے بیٹے نے کہا ، اندیشہ نہ کر ، اس بات کا مدعا کچھ اور ھے ۔ وہ بولا میرا جی بے چین ھے ، مجھ سے جلد کہو ۔ تب اس نے کہا ، وہ اس حال میں ھے جو عادت عورتوں کی ھے ، اس لیے اور تین دن کا وعدہ کیا ھے ، چوتھے دن وہ تمھیں بلائے گی ۔

غرض تین دن ھو چکے تو بڑھیا نے اس کی طرف سے خیر و عافیت پوچھی ، تب اس نے بڑھیا کو خفا ھو پچھم کی کھڑکی پاس لا کر نکال دیا ۔ پھر یہ احوال بڑھیا نے راج کنور[2] سے آ کر کہا ۔ وہ سن کر اداس ھوا ۔ اتنے میں دیوان کا پتر بولا کہ اس بات کا بیورا یہ ھے ، کہ آج رات کے وقت تم کو اس کھڑکی کی راہ بلایا ھے ۔ یہ سنتے ھی نہایت خوش ھوا ۔

جب وہ وقت آیا ، اودے رنگ کے جوڑے نکال ، چن بنا پگڑیاں باندھ ، کپڑے پہن ھتھیار سج سجا تیار ھوئے ، کہ اس عرصے میں دو پہر رات گئی ۔ اس وقت ایک عالم سنسان کا تھا ، کہ یہ بھی وھاں سے سونٹ مارے[3] چپ چاپ چلے آتے تھے ۔ جب کھڑکی پاس پہنچے ، دیوان کا بیٹا باھر کھڑا رھا ، اور یہ کھڑکی کے اندر گیا ۔ دیکھتا کیا ھے کہ راج کنیا بھی وھیں کھڑی راہ دیکھتی ھے ،

۱۔ تفصیل ۔

۲۔ بار کر : راج کمار ۔

۳۔ چپ سادھے ۔

که اس میں ان دونوں کی چار نظریں ہوئی ۔ تب راج کنیا ہنسی اور کھڑکی بند کر راج کمار کو ساتھ لے رنگ محل میں گئی ۔

وہاں جا کر کنور دیکھتا کیا ہے کہ جا بہ جا لخلخے روشن ، اور سہیلیاں رنگا رنگ کی پوشاکیں پہنے ہاتھ باندھے باادب اپنے اپنے رتبے سے کھڑی ہیں ۔ ایک طرف سیج پھولوں کی بچھی ہے ۔ اپنے اپنے قرینے سے عطردان ، پاندان ، گلاب پاشیں ، چنگیریں ، چوگھرے[1] آراستہ کیے ہوئے دھرے ہیں ۔ چوآ ، چندن ، ارگجا[2] ، کستوری ، کیسر ، کٹوریوں میں بھرا ہوا دھرا ہے ۔ کہیں اچھی اچھی معجونوں کی رنگین ڈبیاں چنی ہیں ، کہیں بھانت بھانت کے پکوان دھرے ہیں ۔ تمام در و دیوار نقش و نگار سے آراستہ اور ان پر ایسی صورتیں بنی ہوئی ہیں کہ ہر ایک دیکھتے ہی محو جاوے ۔

غرض سارے عیش و طرب کے ساز و سامان مہیا ہیں ۔ عجب سمین[3] کا عالم ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا ۔

۱- چار جڑی ہوئی تھلیاں جن میں مٹھائیاں ، میوے اور چکنی ڈلی شادی کے موقع پر رکھی جاتی تھی ۔

۲- ارگجا ، اس خوشبودار ابٹنے کو کہتے ہیں جو پرانے زمانے میں دولھا یا دولھن کو شادی کے موقع پر ملا جاتا تھا ۔ اردو کا ایک شعر جو غالباً کسی کلاسیکل شاعر کا ہے ، اس میں ارگجے کا استعمال قابل تحسین ہے :

دھوم آونے کی کس کے گلزار میں پڑی ہے
ہاتھ ارگجے کا پیالہ نرگس لیے کھڑی ہے

۳- کیفیت ۔

اسی مکان میں رانی پدماوتی نے راج کنور کو لے جا بٹھلایا ، اور پاؤں دھلوا ، صندل بدن میں لگا ، پھولوں کے ہار پہنا ، گلاب چھڑک ، پنکھا اپنے ہاتھ سے جھلنے لگی ۔ اس میں کنور بولا ، ہم تمھارے دیکھنے سے ہی ٹھنڈے ہوئے ، اتنی محنت کیوں کرتی ہو ، تمھارے یہ نازک ہاتھ پنکھے کے لائق نہیں ، پنکھا ہمیں دو ، تم بیٹھو ۔

پدماوتی بولی کہ مہاراج ! آپ بڑی محنت کر کے ہمارے واسطے آئے ہیں ، ہمیں آپ کی خدمت کرنی لازم ہے ۔ تب ایک سہیلی نے رانی کے ہاتھ سے پنکھا لے کر کہا ، یہ ہمارا کام ہے ہم خدمت کریں ، اور تم آپس میں آنند کرو ۔ وے باہم پان کھانے لگے ، اور اختلاط کی باتیں کرنے ، کہ اتنے میں بھور[1] ہوئی ۔ راج کنیا نے اسے چھپا رکھا ، جب رات ہوئی تو پھر باہم عیش میں مشغول ہوئے ۔

اسی بھانتی[2] کتنے ایک دن بیت گئے ، راج کنور جب جانے کا ارادہ کرے تو راج کنیا جانے نہ دے ۔ اسی طرح سے ایک مہینہ گزر گیا ، تب تو راجا بہت گھبرایا ، اور فکر مند ہوا ۔ ایک روز کی بات یہ ہے کہ رات کے وقت اکیلا بیٹھا ہوا یہ جی میں چنتا کرتا تھا کہ دیس راج پاٹ گھر سب کچھ تو چھوٹا ہی تھا ، پر ایک ایسا دوست ہمارا کہ جس کے باعث[3] سے یہ سکھ پایا ، اس سے بھی مہینے بھر سے ملاقات نہیں ہوئی ، وہ اپنے جی میں کیا کہتا ہوگا اور کیا جانے

۱- صبح ۔

۲- بار کر : اسی بھانت (اسی طرح) ۔

۳- بار کر : باعس ۔

اس پر کیسی گزرتی ہوگی ۔ اسی فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں راج کنیا بھی آن پہنچی ، اور اس کی حالت دیکھ کر پوچھنے لگی ، مہاراج ! تمھیں کیا دکھ ہے جو تم ایسے اداس بیٹھے ہو ، مجھے کہو ۔ تب وہ بولا کہ ایک دوست ہمارا بہت پیارا دیوان کا بیٹا ہے ، اس کا کچھ احوال مہینے بھر سے معلوم نہیں ، وہ ایسا چتر پنڈت متر[1] ہے کہ اسی کے گنوں سے میں نے تجھے پایا ، اور انھوں نے تیرا سب بھید بتایا ۔

راج کنیا بولی مہاراج ! تمھارا چت تو وہاں ہے ، تم یہاں سکھ کیا کرو گے ، اس سے بہتر یہ ہے کہ میں پکوان مٹھائی سب کچھ تیار کر کے بھجواتی ہوں ، آپ بھی سدھاریے ، اس کو کھلا پلا ، بہت سی تسلی کر ، خاطر جمع سے پھر آئیے ۔ یہ سنتے ہی راج کنور وہاں سے اٹھ کر باہر آیا ۔ اور رانی نے بِش[2] ملوا ، طرح بہ طرح کی مٹھائی بنوا کر بھجوائی ۔ کنور منتری کے پتر کے پاس جا کر بیٹھا ہی تھا ، کہ اتنے میں مٹھائی آن پہنچی ۔ پردھان کے بیٹے نے پوچھا ، مہاراج ! یہ مٹھائی کس طرح سے آئی ؟ راج پتر بولا ، میں وہاں تیری چنتا میں اداس بیٹھا تھا ، کہ اس میں رانی نے آ میری طرف دیکھ کر پوچھا ، اداس کیوں بیٹھے ہو ، کچھ سبب اس کا بتاؤ ۔ پھر میں نے تیرے بھید چترائی کے سب اس سے بیان کیے ۔ تب وہ احوال سن کے اس نے مجھے تیرے پاس آنے کی اجازت دی ، اور یہ تیرے واسطے بھجوائی ، جو تو اسے کھائے گا ، تو میرا بھی جی خوش ہوگا ۔

۱- دانا ۔
۲- زہر ۔

تب پردھان کا بیٹا بولا ، تم میرے واسطے زہر لائے ہو ، اسی میں خیر ہوئی ، کہ آپ نے نہیں کھائی ۔ مہاراج ! ایک بات میری سنیے ، کہ رنڈی اپنے دوست کو نہیں چاہتی ۔ آپ نے یہ خوب نہ کیا ، جو میرا نام وہاں لیا ۔ یہ سن کنور بولا ، ایسی بات تم کہتے ہو جو کبھی کسو سے نہ ہو ۔ اگر آدمی سے نہ ڈرے ، پر بھگوان سے تو ڈرے گا ۔ اتنا کہہ اس میں سے ایک لڈو کتے کے آگے ڈال دیا ، جونہی کتے نے کھایا ، ونہی چھٹ پٹا کے مر گیا ۔ یہ طور دیکھ ، راج پتر اپنے جی میں غصے ہو کہنے لگا ، ایسی کھوٹی رنڈی سے ملنا لازم نہیں ، آج تک میرے دل میں اس کی محبت تھی ، پر اب معلوم ۔ یہ سن دیوان کا بیٹا بولا ، مہاراج ! جو ہوا سو ہوا ، اب وہ بات کیا چاہیے جس سے اس کو اپنے گھر لے چلیے ۔ راج پتر بولا بھائی ! یہ بھی تمھیں سے ہوگا ۔

دیوان کے بیٹے نے کہا ، آج ایک کام کیجیے ، پھر پدماوتی کے پاس جائیے ، اور جو کہوں سو کیجیے ۔ پہلے تو اسے جل کر بہت سا اخلاص پیار کرو ، جب وہ سو جاوے ، تب اس کا زیور اتار ، یہ ترسول اس کی بائیں جانگھ میں مار ، وہاں سے ترنت[1] چلے آؤ ۔ یہ سن ، راج کنور رات کو پدماوتی پاس جا ، بہت سی باتیں دوستی کی کر ، دونوں مل کے سو رہے ۔ لیکن باطن میں یہ قابو[2] دیکھتا تھا ۔

غرض جب راج کنیا سو گئی ، تو ان نے سارا گہنا اتار

۱- فوراً ۔
۲- موقعہ ۔

لیا ، اور بائیں جانگھ میں ترسول مار، اپنے مکان کو چلا آیا - سارا احوال پردھان کے بیٹے سے بیان کر ، سب گہنا اس کے آگے رکھ دیا - پھر وہ زیور اٹھا ، راج کمار کو ساتھ لے ، جوگی کا بھیس بنا ، ایک مسان میں جا بیٹھ آپ تو گرو بنا ، اور اسے چیلا ٹھہرا کر اس سے کہا ، تو بازار میں جا کر اس گہنے کو بیچ ، اگر کوئی اس میں تجھے پکڑے تو اسے میرے پاس لے آنا - اس کی بات سن ، راج پتر نے زیور کو لیے شہر میں جا ، متصل راجا کی ڈیوڑھی کے ایک سنار کو دکھایا - اس نے دیکھتے ھی پہچان کر کہا ، یہ راج کنیا کا گہنا ھے ، سچ کہہ تو نے کہاں پایا ؟

یہ اس سے کہہ رہا تھا ، کہ دس بیس آدمی اور بھی اکٹھے ھو گئے - غرض کوتوال نے یہ خبر سن ، آدمی بھیج راج کمار کو مع زیور اور سنار پکڑوا منگایا ، اور اس زیور کو دیکھ ، اس سے پوچھا کہ سچ کہہ یہ تو نے کہاں سے پایا ؟ جب اس نے کہا کہ مجھے گرو نے بیچنے کو دیا ھے ، پر مجھے معلوم نہیں کہ وے کہاں سے لائے ، تب کوتوال نے اس کے گرو کو بھی پکڑوا منگایا ، اور دونوں کو زیور سمیت راجا کے حضور لا کر تمام احوال عرض کیا -

یہ ماجرا سن کے راجا جوگی سے پوچھنے لگا کہ ناتھ جی ! یہ گہنا تم نے کہاں سے پایا ؟ جوگی بولا مہاراج ! کالی چودس کی رات کو میں مرگھٹ میں ڈاکنی[۱] منتر سدھ کرنے کو گیا تھا ، جب وہ ڈاکنی آئی تو میں نے اس کا زیور اور کپڑا اتار لیا ، اور بائیں جانگھ میں اس کی ترسول کا

۱- چڑیل -

نشان کر دیا ، اس طرح سے یہ گہنا میرے ھاتھ آیا ھے - یہ بات راجا جوگی سے سن ، محل میں گیا اور جوگی آسن پر - راجا نے رانی سے کہا تو پدماوتی کی بائیں جانگھ میں دیکھ تو نشان ھے کہ نہیں ، اور کیسا - رانی نے جا کر دیکھا تو ترسول کا داغ ھے - راجا سے آ کر کہا مہاراج ! تین نشان برابر ھیں ، پر ایسے معلوم ھوتے ھیں ، گویا کسو نے ترسول مارا ھے -

یہ بات سن ، باھر آ ، راجا نے کوتوال کو بلوا کر کہا ، جاؤ جوگی کو لے آؤ - کوتوال حکم پاتے ھی جوگی کے لینے کو گیا ، اور راجا اپنے من میں چنتا کر کے کہنے لگا کہ احوال گھر کا اور دل کا ارادہ اور جو کچھ نقصان ھو ، سو کسو کے آگے ظاھر کرنا مناسب نہیں ، کہ اتنے میں کوتوال نے جوگی کو لا حاضر کیا - پھر جوگی کو راجا نے کنارے لے جا پوچھا گسائیں جی ! دھرم شاستر میں ستری کے واسطے کیا ڈنڈ لکھا ھے ؟ تب جوگی بولا ، مہاراج ! براھمن ، گئو ، ستری ، لڑکا اور جو کوئی اپنے آسرے میں ھو ، اگر ان میں جس کسو سے کچھ کھوٹا کام ھو تو ان کے واسطے یہ ڈنڈ[۱] لکھا ھے کہ دیس نکالا دیجیے -

یہ سن کے راجا نے پدماوتی کو ڈولی میں سوار کروا، ایک جنگل میں چھڑوا دیا - پھر اپنے مقام سے راج کمار اور دیوان کا بیٹا دونوں گھوڑروں پر سوار ھو، اس بن میں جا، رانی پدماوتی کو ساتھ لے اپنے شہر کو چلے، بعد چند روز کے اپنے باپ پاس جا پہنچے، سب چھوٹے بڑے کو نہایت

۱- سزا -

خوشی ہوئی، اور یہ باہم عیش کرنے لگے۔

اتنی بات کہہ بیتال نے راجا بیر بکرماجیت سے پوچھا، ان چاروں میں پاپ کس کو ہوا، جو تم اس بات کا نیاؤ[1] نہ کروگے تو تم نرک[2] میں پڑوگے۔ راجا بکرم بولا کہ اس راجا کو پاپ ہوا۔ بیتال نے کہا راجا کو کس طرح پاپ ہوا؟ بکرم نے یہ اس کو جواب دیا، کہ بیٹے نے تو اپنے خاوند کا کام کیا۔ اور کوتوال نے راجا کا[3] حکم مانا اور راج کنیا نے اپنا مقصد حاصل کیا۔ اس سے یہ پاپ راجا کو ہوا کہ بنا بچارے اسے دیس نکالا دیا۔ اتنی بات راجا کے منہ سے سن، بیتال اسی درخت پر جا لٹکا۔

۱- فیصلہ۔

۲- جہنم۔

۳- بارکر: راجا کے حکم۔

دوسری کہانی

راجا دیکھے تو بیتال نہیں ہے پھر الٹا پھرا اور اس جگہ پہنچ، درخت پر چڑھ، اس مردے کو باندھ، کاندھے پر رکھ کے لے چلا۔ تب بیتال بولا کہ راجا! دوسری کتھا یوں ہے، کہ جمنا[1] کے تیر دھرمستھل نام ایک نگر ہے، کہ جہاں کا گنا دھپ نام راجا، اور وہاں کیشو نام براھمن ہے، کہ وہ جمنا کے کنارے جپ تپ کیا کرتا ہے اور اس کی بیٹی کا نام مدھو مالتی، وہ بڑی خوبصورت تھی، جب بیاہنے جوگ ہوئی، تب اس کے ماتا پتا بھائی تینوں اس کی شادی کی فکر میں تھے۔

اتفاقاً ایک روز اس کا باپ کسی اپنے ججمان[2] کے ساتھ شادی میں کہیں گیا تھا، اور بھائی اس کا ایک روز گاؤں میں گرو کے یہاں پڑھنے، کہ پیچھے ان کے گھر میں ایک

۱- بارکر کے نسخے میں دوسری کہانی "راجا دیکھے" کی بجائے "جمنا" کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور اس پر ان الفاظ میں ایک عنوان بھی موجود ہے۔ "کیشو برہمن اور اس کی لڑکی کہانی، جس کی شادی کا وعدہ تین مختلف اشخاص سے کیا گیا تھا، لیکن وہ سانپ کے ڈسنے سے مر گئی اور اپنے ایک خواہش مند کے ہاتھوں دوبارہ زندہ ہوئی اور باقی دو نے اسے حاصل کرنے کے لئے پہلے کے ساتھ جھگڑا کیا"۔
اس کہانی پر J. A. B. Van, Buitenen نے The Faithful Suiters کا عنوان دیا ہے۔

۲- آقا۔